

میرکن حدیث بهم پائی

شان ملگا

عبدالرزاقي سعيد

پاکستان مل گیا!

مُصنف:- عبد الرزاق سعید

پبلیشورز

قیمت ۸ رآنہ

ارکین مرکز خدمت مہمی ۳۱

سلطان پرنسپل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اُنساب

اُن تمام بزرگان سلف کے نام حضور نے مساجد اللہ
کے ذریعے اسلامی اعمال و تعلیمات کی تلقین فرمائی۔

عَقِيدَتُ الْأَسْلَافِ

عبد الرزاق سعید بن حمر

الحمد لله رب العالمين

تعارف

وَالسَّلَامُ عَلَى الْمُصْطَفَى

مرکزِ خدمت نہ کوئی بڑی جماعت ہے نہ اس نے کوئی قابل قدر خدمت اب تک انجام دی ہے۔ چند مخلص نوجوانوں کا ایک ادارہ ہے۔ جس کا نظام ہماری موجودہ سوسائٹیوں سے بالکل مختلف رکھا گیا ہے۔ مرکز خدمت کو تمام زمام کا مجلس اخوان کے ہاتھ میں ہے (جو مرکز کی مجلس عالمہ کی حیثیت رکھتی ہے) سرداشت ہماری پالیسی یہ ہے کہ جو قدم بھی کسی سخت اکھایا جائے وہ مجلس اخوان کی متفقہ رائے سے طے پائے اور مختلف الرائے ہونے کی صورت میں کوئی امر وقوع پذیر نہ ہو۔ مرکز خدمت کی امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسیں صدر ناظم خزانی و رکنگار کمیٹی کی آئینی تفرقی وغیرہ عہدیداروں کا جھگڑا نہیں رکھا گیا ہے، تاکہ تماہتر قوت دستوری معاملات ہی پر صرف نہ ہو جائے۔ مجلس اخوان صرف تین افراد پر مشتمل ہے جنکے حقوق مساویاً اور ذمہ داریاں برابر ہیں۔

مقصد وحید یہ ہے کہ پہلے ہم لوگ آپ ہی سلفِ صالحین کے اعلیٰ حسنہ کی روشنی میں قرآن مجید و حدیث نبوی کتاب اللہ و سنت رسول انس صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پرداہوں۔ پھر عامۃ النّاس کو اس عظیم الشان عالمگیر تحریک کا عملی رکن بناؤں جو آج سے سارے ہے تیرہ سورس پہلے سورہ کائنات سید الخلق و البشیر محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عالم وجود میں منصہ شہود پر آئی اور اس پر کار بند ہو کر اسلامی صالحین راجح مسکون کے پیشے پیشے پر چھاگئے۔

ہر تحریک کے لئے ایک مرکز کی ضرورت ناگزیر ہے۔ اسلام نے اسی اصول پر
بنایتِ حسن و خوبی بہرچکہ ہر شہر بلکہ ہر محلے ہر گلی میں اپنی تحریک کا ایک ایک دفتر
قائم کر دیا ہے جسے مسجد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ روح اسلام
کا ظاہری اجساد مسجد ہے۔ جگت گرد محمد صلوا اللہ علیہ نے جہاں نہ ہبی احکام و فرائیں
مسجد سے جاری فرمائے سیاسی و معاشی ارشادات بھی مسجد ہی سے شائع گئے۔
اقتصادی انتظامات مسجد ہی میں ترتیب دئے اور معاشرتی نظام بھی اسی دربار ہی
میں تشکیل پذیر ہوا۔ مال غنیمت کی تقیم خراج و زکوٰۃ کی وصولیابی۔ جنگی قیدیوں کی
وہانی وغیرہ مسائل یہیں طے فرمائے۔ غرض کہ اس عہد مبارک میں تحریک اسلام کا
مرکز مسجد ہی رہی۔ کیا پھر موجودہ دوسرے مسلمانوں کا رُخ مسجد ہی کی طرف
پھردا ہے کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی؟ زین ماضی کو پھر لوٹانے کی ہی
تمہ بیر نظر نہیں آتی؟ انسان کی ظاہری و باطنی مادی و روحلتی زندگی سے متعلق
ہر تجویز کا مرکزی ادارہ مسجد ہی بن سکتی ہے اور اسی نصب العین کی اشاعت کا
عزم بلند رکھتے ہوئے مرکز خدمت تاظرین کے سامنے اس حبودی ٹسی کتاب کو پیش
کر رہا ہے۔ رہا یہ سوال کہ آیا یہ کتاب پڑھنے کے قابل بھی ہے یا نہیں۔
اس کا جواب ہم عموماً عامتہ التاظرین اور خصوصاً بزرگان قوم و عمادرین ملت
اور نوجوان اعلیٰ یا نئے طبقے کی منصاناً ذہانت پر چھوڑ دیتے ہیں۔

آئندہ بھی اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ہم ارکین مرکز خدمت ایسا ہی
پاکبزد لہڑ پھر مسلمانوں کے سامنے پیش کر سکیں گے تاکہ تم پر و تفکر کی مسامی
و عمل کے جذبات بیدار ہوں اور تعطل کا دورختم ہو۔ حض دماغی عیاشی کیلئے

کوئی ادنی سال لڑیچر لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہرگز مرکز کا غشا نہیں۔
 ممکن ہے کہ مصنف کے کسی خاص زادیہ نگاہ سے خود مجھے یا ناظرین کو کسی قسم کا
 کوئی اختلاف ہو لیکن اس کتاب کے دیکھنے پر میری طرح کسی کو اس امر سے درج و تابع
 نہیں ہو سکتا کہ مصنف کا مقصد نیک اور انداز بیان مخلصانہ ہے۔ ہر خیال و ہر طبقے
 کے افراد میں تعاون باہمی کی روح پھونکنا فروغی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر
 ملتہ واحدہ بنکر رہنے کا سبق یاد دلانا ہی مصنف کی تمنا اور کتاب کا صعلہ ہے۔ اس
 میں کوئی شک نہیں کہ اس تصنیف میں آج کل کی مسلم زندگی کے لئے دعوت انقلاب
 موجود ہے۔

اے کاش ہر شہر کی ہر مسجد اور خاص طور پر اُس آنے والے نظام ہے آجھل
 پاکستان کہتے ہیں وہاں پر مسلمانوں کی مسجدیں اسی نیج اور اسی شکل پر بنائی جائیں
 اور موجودہ مساجد کی بھی اسی طرز پر اصلاح کی جائے تاکہ مسلمان زندگی کے ہر
 ضروری معاملے میں مسجد ہی سے رہنمائی حاصل کریں اور مسجد ہی کو اپنا قومی
 دفتر و ملیٰ مرکز بنائیں اور انقلاباتِ دنیا سے کامل فائدہ اٹھاتے ہوئے سلفِ صالحین
 کے نقش قدم پر اپنی زندگیوں کو تشكیل و ترتیب دیں۔ و باللہ التوفیق
 و صاعلینا الابلاع

نبیاز کیش

اسحیل بن عثمان اخلاص بی۔ لے، آزز

پاکستان مل گیا!

اوائل ماہ صفر ۱۳۷۵ھ کی وہ دچکپ سہری شام جو جلوہ طراز افق
جنی میرے نئے ناقابل فراموش ہے جب کہ میرے اپنے شہر سے رخت سفر
باندھا۔ سیاسی کشکش میں ایک عرصہ گزارنے، پاکستان و حکومت الہیتہ و
دارالسلام کے نعرے لگانے کے بعد اور آپس کی ناچاقیوں اور سر چھپوں
کے بعد اتحاد و اتفاق کا زر ہیں دور شروع ہوا اور اس نے سب سے پہلے
شانتی نگر نامی ایک نواپاد قصبه میں عملی پاکستان کے روپ میں جنم لیا۔
ہندوستان کے آثار قدیمہ دیکھ کر ان آثارِ جدیدہ کو دیکھنے کا شوق دائمگیر
ہوا جسکے اندر دین و ملت کی تجدید و برقا کی ایک دنیا سماگئی تھی۔

ٹرین میں سوار ہو کر دونسرے دن صبح سویرے میں دارالسلام شانتی نگر
کے اسٹیشن پہنچا۔ اسیا پ اتر دا کر پلیٹ فارم پر نماز صبح ادا کی۔ صبح کی
سفیدی چیل رہی تھی، ظلمت نور میں تبدیل ہو چکی تھی۔ نماز سے فراغت
پاکر دیکھا تو بیاں سحر سے خاور مشرق نمودار ہو رہا تھا۔

صبح آیا جاتب مشرق نظر
اک نگارِ آتشیں ورنہ سر کھلا

شوقِ رہ نور دی نے لفظیں الہی آخر شرمنزل پہنچا دیا۔ میں کس طریقے
کے ماتحت مسلمانوں کے اس پاکستان تک پہنچا اور کن جذباست کی شخص
مجھے وہاں تک لے گئی بیان نہیں کر سکتا۔

۲
شہر میں مسافروں کے قیام کا معمول انتظام موجود تھا۔ اجنبیوں کی
خاطر مدارت ہمہ ان نوازی اس سبیٰ والوں کا شیوه تھا۔ لہذا کوئی دقت پڑی نہیں
آئی اور ایک قیام گاہ پر جا کر میں نے اقامت اختیار کی۔ خوبیِ قسمت سے
اس شہر میں میرا پہلاروز جمعہ کا دن تھا۔ یومِ الجموعہ عید المسلمين کا
عملی نظارہ سامنے تھا۔ مجھے عربی شاعر کی وہ بندشِ الفاظ یاد آرہی تھی جس نے
کہا ہے :-

عید و عید و عید صریح مجتمعہ
وجه الحبیب و یوم العید والجمعہ
عید و لقر عید اُس روز تھی جمعہ کی خوشی تھی اور لقاءِ حبیب نہیں
میرے لئے اس شہر میں دیارِ حبیب کی خوبی موجود تھی۔

بزر میں کہ نشانِ کعب پائے تو یود
سامنا سجدہ صاحب نظر ان خواہ یود

دارالسلام شانستی نگر کی جامع مسجد میں مجھے جمعہ کی نماز کا جو لطف حاصل
ہوا وہ ایک عمر تک کسی اور مسجد میں کبھی حاصل نہیں ہوا تھا۔ شہر کی ٹری
شاہراہ سے متصل چوراہتے پر شہر کے سچوں نیچ یہ عظیم الشان مسجد
واقع تھی۔ وسعت کے لحاظ سے اس کا رقبہ نہایت عریض دیواریں بلند

صحنِ نہایت چورا چکلا گویا سادگی کے ساتھ جلال و جمال کا ایک پیکر تھا
 جو شہر بھر پر اپنا سکھ جمار رہا تھا۔ مسجد کے جنوبی دروازے سے کچھ دور فاصلے
 پر حمامِ خسلِ خانے وغیرہ نہایت قریبی سے بنے ہوئے تھے۔ ان سے کوئی
 چار سو ٹیکڑے پرے ایک شاندار ۳۰ لا ۲۰ گز کا صاف سترہ سنگ مرمر کا
 حوض یعنی ہوا تھا جسکے گرد اگر دھوکرنے والوں کے لئے سنگِ معینی کی
 بیٹھکیں بنائی گئی تھیں۔ حوض اور غسلخانوں کا احاطہ مسجد سے بالکل
 الگ تھا اور قعده تھا۔ مسجد میں صحن دیوانِ خانہ وسطی خانہ منبر و حجراب
 اور جحرے جو مسجد کی تین سمتیوں پر تعمیر کئے گئے تھے۔ ان کے علاوہ
 مسجد میں کسی اور چیز کا داخل نہیں تھا۔ مسجد کی چھت پر ایک گنبد
 اور چار بینار سادہ کام کے بنے ہوئے تھے۔ مسجد کی عمارتی سادگی اور
 اسکے فرش کی بے تکلفی مسجدِ نبوی علیٰ صاحبِ جہاں الصلوٰۃ والسلام کی یاد
 تازہ کر رہی تھی اور قرونِ اولیٰ کا پرشکوہ منتظر آنکھوں میں سمارہ رہا تھا۔
 غرضیکہ مسجد کی عمارت اور ماحول پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے
 اتفاقی معاینے کو معرضِ التوا میں رکھتے ہوئے میں صحن سے لگڑا اور
 دیوانِ خانے کے دریافت میں داخل ہوا۔ منبر سے پرے ایک خالی جگہ میں
 دور کعتِ تختیہ المسجد ادا کر کے بیٹھ رہا۔ میں چونکہ اس مسجد میں اپنی تھا
 اپنے ارد گرد کی چیزوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔ جس طرف بھی میری نگاہ
 احتیتی تھی جو شخص بھی داخل ہوتا تھا نہایت اطمینان سے دور کعت
 شاہزادہ آداب و سلام ہے کیا لے کر پڑھتا ہی میں مودب ہو کر بیٹھ جاتا تھا۔

بعض لوگ چار چار رکعتیں بڑھ کر دیکھتے گئے۔ ایسی عمدہ تنظیم دیکھ کر یہ کونہ
حیرت کے ساتھ مجھے مسٹر قلبی حاصل ہوئی۔ واقعی ایک قابل امام ہی
اپنے مقتدیوں میں اس تنظیم کی روح پھونک سکتا ہے کیونکہ میں نے خطیب
صاحب کے یارے میں ساتھا کہ وہ یسا اوقات مختلف نازوں کے بعد مقتدیوں
سے خطاب فرماتے ہیں اور انھیں ضروری آداب و مسائل سے واقف کرتے
ہیں۔ قرآن مجید کی آیات اور انکے معنی سمجھاتے ہیں اور امر بالمعروف و
نہی عن الممنکر پر نہایت تند ہی اور جانفشنائی سے عمل کرتے ہیں اور اپنے
تمام ماتحت اماموں سے سختی سے عمل کرواتے ہیں جو آج اپنے اپنے محلوں
کی چھوٹی چھوٹی مساجد میں چھوڑ کر اس مسجد میں حاضر ہوئے تھے۔ اتنے میں
دیکھا کہ لوگ تفسیح فی المجالس کا پورا الحاظ طریقہ ہوئے با ترتیب آگے بڑھ
رہے ہیں اور منبر کے گرد حلقة کی صدورت اختیار کر رہے ہیں۔ دیکھتے ہی
دیکھتے چاند کے گرد ہالے کی طرح آس پاس لوگوں کی صفویں کے دائے
بننے لگے۔

میں پہلی اذان ہلالی بازار کے نگڑ پر سُن کر سکلا تھا جو سنت عثمانی
کے مطابق بازار کے چورا ہے پر کھڑے ہو کر ایک موذن نے دسی تھی۔
اب جمعہ کی دوسری اذان کا وقت تھا۔ صحیح مسجد میں مشرقی دروازہ کے
قرب ایک دوسرے موذن نے نہایت موثر انداز اور خوش آواز سے
اذان ٹھیک اس وقت ہی جب کہ خطیب صاحب منبر پر نیایت سکون و
وقار بیٹھ گئے، خطیب صاحب کے منبر پر چڑھنے وقت اذان سے پہلے

کوئی کلمات نہیں پڑھے گئے نہ مخصوص طور پر درود شریف ملند آواز سے پڑھی گئی نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سُعائی گئی کیونکہ یہ امور غیر ضروری و امور محدثہ ہیں اور خطیب صاحب ایک نہایت مقتندر اور با اثر عالم با عمل حنفی المسلک امام ہیں جنکے دربار و کسی کو کوئی بدعتی کام کرنے کی حراثت نہیں ہو سکتی۔ الغرض اذان ختم ہوئی لوگوں نے ہاتھ اٹھا کر دعائے مسنون پڑھی امام صاحب نے قیام فرمایا اور الحمد للہ نحمدہ و نستعينہ و نستغفرہ کہک خطبہ شروع کیا۔

خطبہ اولیٰ و ثانیہ تمام تر نہایت صحیح و بلیغ عربی زبان میں تھا بخاطر وقت مختصر اور جامعیت کے اختیار سے کثیر الوقوع۔ مگر امام صاحب کے ہر چار جلوں کے بعد ایک ترجمان جو منیر کے قریب ہی کھڑا تھا نہایت حمدگی اور ملند و خوش آوازی سے عربی جلوں کا ترجمہ اردو میں کر رہا تھا اس ترتیب سے تمام و کمال عربی خطبہ اولیٰ عربی نہ جانتے والوں کے بھی ذہن لشین ہو گیا۔ عربی خطبہ ثانیہ چونکہ اکثر دعاوں پر مشتمل تھا اور سہیں صحابہ کرام و اہل بیت عظام کی یاد تازہ کرنے کے لئے انکے نام لے لیکر انکے حق میں دعائے غفران کی گئی تھی اور ان کے مناقب بیان کئے گئے تھے اس لئے اس موقع پر ترجمان صاحب بیٹھ گئے اور خطبہ ثانیہ کی ترجمانی نہیں کی۔ دون خطبیوں کے درمیان امام صاحب نے مختصر جلوس فرمایا اور اس دوران میں نہ ملند آواز سے کوئی دعا مانگی گئی اور نہ کوئی کلمات پڑھے گئے۔ خطبہ کا اردو ترجمہ کم و بیش حسب ذیل تھا۔ امام صاحب نے اولاً

حسب ذیل آیات شریفہ تلاوت فرمائیں پھر ان کا ترجمہ سنا یا گیا۔
 اعوذ بالله من المشیطن الرجیم
 بسم الله الرحمن الرحيم

۲
 إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعْدَّ لَهُمْ سَعِيرًا هَذِهِنَ فِيهَا
 أَبَدًا لَا يَحْدُدُ وَنَفْيَهَا وَلِيَّا وَلَا فَصِيرًا هَذِهِنَ فِيهَا
 وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ وَيَقُولُونَ يَلَيْسَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا
 الرَّسُولًا هَذِهِنَ رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا
 فَاضْلُلُنَا السَّبِيلًا هَذِهِنَ أَقْتِهِمْ ضِعَفَنِ مِنَ الْعَذَابِ
 وَالْعَنَّهُمْ لَعْنَنَا كَبِيرًا هَذِهِنَ الْآخِرَةُ سُورَةُ الْأَحْزَابِ

صفحہ ۶۳)

ایے اسلام کے لشکر و ان آیات باری کے معنی یہ ہیں کہ بے شک
 اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ کو تیار
 کیا جس میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے اور نہ اُن کو کوئی دوست ملے گا
 نہ مددگار۔ اُس دن اُن کے منہ آگ میں اُٹھائے جائیں گے، وہ
 کہیں گے اے کاش ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور رسول کی اطاعت
 کرتے اور کہیں گے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا
 کہا مانا تو انہوں نے ہم کو مگراہ کر دیا۔ اے پروردگار اُن کو دُگنا
 عذاب دے اور اُن پر بڑی لعنت کر۔

ایے اسلام کے مجاہدوں، ایمان کی اداوں پر مرستے والوں، اور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیو۔ آپ لوگ یاد رکھیں کہ آپ جو اپنے امام کی اطاعت کرتے ہیں تو محض اس لئے کہ اُسکی اطاعت میں خدا اور رسول کی اطاعت ہو رہی ہے۔ خود اپنے نفس یا خواہشات کی پیروی نہیں کی جا رہی۔ ہاں خبردار جب اور جس وقت اپنے حاکموں سالاروں، ناظموں، اماموں اور علماء و مشائخ سے کوئی فعل یا حکم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف دیکھو تو سختی سے روک دینا تمہارا فرض ہو گا۔ کیونکہ کتاب و سنت کے خلاف کسی کی اطاعت کرنا انہما اور رسول کو لڑائی کا چیزیں دینے کے برابر ہے۔

جن لوگوں نے اپنے پیشتوادی اپنے لیڈروں اور پاپ دادوں کے طریقے کو اپنا خدا بتالیا وہ یقیناً گمراہ ہو گئے۔ وہ لوگ ایک ایسی بست پرستی میں چاکر پھنس گئے جو انھیں سیدھا جہنم میں ڈھکیل دیگی۔ جہاں ان کا کوئی یار و مردگار نہ ہو گا۔ قیامت کے دن جب انکے منہ آگ میں جھلسائے جائیں گے تو کہنے کے یارب ہمارے ان بتوں کو دگنا غذاب دے اور ان پر ڈیل لعنت کر۔

ایہا الاخوان! تمہاری می تنظیم تمہاری جماعتی زندگی اور درستگی اور تمہارے اتفاق و موقت کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ تمہاری ہر دادا اپنے امام کے اشارے پر ہوتی ہے۔ تمہارے پاؤں دورانِ مشق میں افسروں کے چیز و راست کی صداؤں پر حرکت کرتے ہیں۔ تم

اپنی سماجی یاتوں میں اپنے علماء اور ناظموں شہر کے احکامات پر عمل کرتے ہو اور اپنے تجارتی تعلقات و کاروبار میں ایسوں ایشتوں کے ناظموں کے مشوروں پر کاربند ہوتے ہیں۔ باعمل آدمیوں کے ہاتھوں میں تم نے اپنے اختیارات کی لگام دے رکھی ہے۔ مگر ہاں دیکھنا اندھی تقلید نہ کرنے لگنا۔ شرع کے خلاف کوئی بات دیکھو تو اُسے اپنے ہاتھوں سے مٹاو۔ زیانوں سے منع کرو۔ بہبھی نہ کرسکو تو کم از کم اُسے اپنے دل میں بُرا سمجھو۔ وَذلِكَ أَضَعَفَ الْإِيمَانَ مگر یہ کمزور ایمان کی نشانی ہے۔

جان لو کہ حابیر یادشاہوں اور ظالم امیروں کے سامنے حقوقیات کہتا بہت بڑا جہاد ہے۔ تھارنی عسکری تنظیم زمین حاصل کرنے کی بھوک کو نسلکیں دینے کے لئے نہیں بلکہ کلمۃ الحق کے بلند کرنے کے لئے ہے اور حق بات کہئے میں نہ بپڑوں کی پرواکی جاسکتی ہے نہ مولویوں مشائخ کی نہ امیروں کبیروں کی نہ دشمنوں کی نہ اکثریت کی۔ حق بات دھڑلے سے کہتا حق کی راہ پر یہ دھڑک چلتا اور حق کی قربانگاہ پر اپنی ہر سو زمین متابع جان و مال سب کچھ قربان کر دینا یہی حلاوت ایمان کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے وَ السَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدًی

خطیب صاحب نے ہیں جوش و سرگرمی سے عربی زبان میں مندرجہ بالا احکامات خطیب کی صورت میں فرمائے۔ اسی جوش و خروش بلند آہنگی و مستعدی سے ایک عسکری جرنیل کے انداز میں ترجمان صنا

نے اس جو شیلے خطبے کا اردو و ترجمہ سایا۔ حافظہ بن پر ایک وجہ اور
محویت کا عالم طاری تھا۔ مجمع پر خطابت کا چاود و خلیل گیا۔ جماعت
کی رکوں میں زندگی کی لہر دوڑنے لگی نہ کوئی اونٹھ رہا تھا نہ ادھر دھر
دیکھ رہا تھا نہ کوئی شخص اور باتوں کے سوچنے ہی میں مصروف تھا۔
خلقانے والے راشدین وضوان اللہ تعالیٰ علیہ السلام اجمعین کے ناموں
نے صراط الدین انعامت علیہم کی دعا پوری اسیست میں مانگئے
کے لئے مقنیدیوں کو تیار کر دیا۔ نفس کے تراشے ہونے دیوتاؤں کو
ضمیر پھٹکارنے لگا اور قلوب ایا الہ تعبد و ایا الہ نسیعین کہتے
کے لئے مستعد ہو گئے۔ غرضیکہ خلیفہ دور کعتول کا قائم مقام بن گیا۔
خطبیں کے منبر سے اترتے ہی اقامت کی گئی اور صلوٰۃ الجمعہ
شروع ہو گئی۔

حلقة منبر کے گرد سے منتشر ہونے لگا لوگ پیچھے ہٹنے لگے اور
برا برصقوں میں کھڑے ہو گئے کندھے سے کندھا لگا کر اور قدم جا کر اللہ
کی یہ فوج بغايان مخصوص کی شان سے صاف آ را ہو گئی۔ دوران اقامت
میں ہر صفح سے ایک ایک رضا کار سکلا پوری صفح میں گشت لگا گئی
جس کا بھی سینہ یا پیر آگے کو نکلنے ہونے تھے فوراً برادر کر دیئے۔
پہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہی۔

ہر قسم کے جہاد کی تحریک ہے تھا نہ
وہ لڑ سکے کام کیا جو صفحہ آ را ہوا نہ ہو

امام صاحب نے نہایت مُثر آواز سے سورۃ الفاتحہ تلاوت کی۔
 پہلی رکعت میں سورۃ الجمیعہ پڑھی جب آیت کریمہ یا ایہا الذین
 امنوا اذ انودِی للصلوٰۃ من یومِ الجمیعہ فاسعوٰ الی ذکر اللہ
 وذر وَا البیع الخ پڑھنے کے تو گویا مجمع پر سمع و طاعت کی بجائی کون مرکبی اور
 دوسری رکعت میں سورۃ المنافقوں کی تلاوت فرمائی تو واللہ یعلم
 انکہ رسولہ واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبیون ۵ میں
 رسول خدا کے عشق و محبت رسالت پناہ کے لقین و اذعان کا دریا
 موجیں مارنے لگا اور متنافقوں کی جھوٹی چالوں اور اُنکے مکروہ فریب
 و غاوی جیل سے قلوب پناہ نانگئے لگے۔ سورۃ فاتحہ کے بعد بعض گوشوں
 میں تامین کی گوئی بھی پیدا ہوئی تھی۔

اس عالم کیف و سرور میں نہایت اطمینان خشنون و خضوع سے
 رکوع و سجود قومہ و قعو و جلسہ و سلام تمام ارکان نماز مکمل ہوئے دو
 طرف سلام پھیرنے کے بعد اللہ اکبر اور استغفار کی آوازیں بلند
 ہوئیں اللہمَّ انتَ السَّلَامُ کا درد ہوا۔ امام صاحب مقتدیوں
 کی طرف ٹڑے اور ہاتھا کر خدا کا شکر ادا کیا۔ مسلمانوں کی عزّ و جاً
 دینی و دنیوی فلاح دترقی احیا، و اموات کی مخفرت اور خدا کی تھمتول
 کی طلب کے لئے مخدصہ دعا مانگی اور فوراً کھڑے ہو کر صفوں کو پھر لئے ہوئے
 نسلک گئے۔ میری نظروں نے ان کا تعاقد کیا۔ صحن کے قریب ستون کے
 پاس ایک سہ تھالی جگہ میں امام صاحب سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے

مجمع میں سے کئی لوگ اٹھاٹ کر باہر جانے لگے فاذا قضیت الصلوٰۃ
 فان تشریف الارض وابتعوا من فضل اللہ کا سماں چھاگیا۔ بعض
 لوگ اپنی جگہ سے ہیئت ہست کر سنتیں ادا کرنے لگے۔ بعض لوگ اپنی جگہوں
 پر بیٹھے ہوئے ذکر درسیج میں مصروف ہو گئے جیسا جسکا کام اور جیسی جس کو
 فرست - میں بھی فوراً مشرقی دروازے سے باہر نکلا تو وہاں دیکھا کہ چند
 دستے فوجی لباس میں منعد کھڑے ہیں۔ بعض دستے بندوق بردار تھے
 اور بعض تلواریں لئے ہوئے اپنے اپنے سالاروں کی سرکردگی میں پر ڈکھتے
 ہوئے آگے روانہ ہو گئے۔ ان کے قدم چپ و راست کی آواز پر بیٹھتے
 مشین کے کل پرزوں کی طرح حرکت کر رہے تھے اور یہ دستے مشرقی دروازے
 کی بالکل سیدھے میں شاہراہ پر گرفتن ہو گئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا
 کہ یہ فوج ظفر موج میدان حریت میں جا کر رکے گئی وہاں پر ڈرل ہو گئی پھر
 ان کا افسر بالا خطاب کرے گا بعد میں یہ دستے برخاست ہو چاہیئے اور
 پچھے دیر خدمت خلق انجام دیں گے۔ اس کے بعد میں نے چاہا کہ ذرا
 آگے پڑھوں اور شمالی و مغربی دروازوں کی طرف دیکھوں کہ وہاں کیا
 رہا ہے :-

شمالی و مغربی دروازوں کے قریب بازار گرم تھے نہایت قریب سے
 سوداگروں کا اپنی اپنی متاع دکان کو سجا رہے تھے مختلف اشیاء و اجناس
 کی دکانیں کھلی تھیں اور خرید و فروخت کا معاملہ شروع ہوا تھا۔ بعض
 میپاری دوسری متڈیوں میں جا کر فروخت کرنے کے لئے یہاں پر مال خرید

کر رہے تھے۔ بعض تھوک بند مال تجارت کا سودا کر رہے تھے۔ بعض لوگ اپنی اپنی ضروریات کی چیزیں خرید رہے تھے۔ کرانہ، خلہ، دوادری کی دکانیں شماںی دروازے کی سمت قطار در قطار چلی جا رہی تھیں، اور مغربی دروازے والی لین میں کپڑوں ہوزیری اور درزیوں غیرہ کی دکانیں تھیں جن کے آگے بڑھو تو کٹلی، ٹارڈویر، فرنچر وغیرہ اسیاب کا بازار گرم تھا۔ غرضیکہ ایتنا فضل اللہ رونق بازار تھی۔ ہر قسم کا جائز مسافع کسب حلال اکل حلال صدق مقابل باعثت۔ سیچ و شری نے منڈی کی کی رونق و آبرو کو چار چاند لگادئے تھے۔ مغربی دروازے کے قریب ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جسکی طرف سے ایک راستہ پردہ باع کی طرف جا رہا تھا جہاں سے وہ مستورات جو پردہ سازی کی ہوئی جگہ میں نماز و خطبہ کے لئے آئی ہوئی تھیں رخصت ہو رہی تھیں۔ یہ الگ تھلک نماز کی جگہ اور عورتوں کے آنے جانے کا راستہ اتنا الگ اور ایسا محفوظ تھا جہاں کسی قسم کے فتنے کا اندر پیشہ اور کسی شر کا اختیال ہی نہیں تھا۔ مردوں کی تعداد کی بُسبُت عورتوں کی تعداد بہت کم تھی کیونکہ ان پر صلوٰۃ الجمیعہ کا وجوب ثابت نہیں۔ جنوہی دروازے سے جو لوگ نکل رہے تھے وہ زیادہ تر اپنے گھروں کو جا رہے تھے یا کسی اور کام کا ج کے لئے جا رہے تھے۔ یہاں ایک سمت پر حوض بنایا ہوا تھا جس کے فوارے فضا میں ٹھنڈک پسیدا کرنے کیلئے جا رہی تھے۔ اور وہ لوگ حوض کی خوشگانی اور دلکش فواروں کا لطفہ اٹھاتے ہوئے اپنا ایسا

راسخہ اختیار کر رہے تھے۔ جنوبی دروازے سے سے میں دوبارہ مسجد میں داخل ہوا اور صحن کو قطع کرتا ہوا امام صاحب تک جا پہنچا جو اسوقت تک مشتمل پڑھ کر فارغ ہونے تھے

میں نے امام صاحب سے مصافحہ کیا اور اپنی دلی مرست کا انہما کیا جو اس مسجد کی تشکیل نماز کی ترتیب صنفوں کی درستی اور خطبے کی توجیہ سے بھی حاصل ہوئی تھی۔ امام صاحب نے اپنی مشتمل خدمہ پیش کیا اور خود اعلانی سے ہے اور کہا بھائی ذاللہ فضل اللہ یو تیہ ملن لیشائے واللہ ذوالفضل العظیم یہ کہکشان ہوتے ہیں جیلے میں اس مسجد کی فریاد خصوصیات کی آپ کو سیر کر اول،

خطب صاحب نے فرمایا مسجد کا اندر و نی حصہ دیوان خانہ عبادت گزاروں کے لئے مخصوص بنایا ہے اور ہر وقت کھلارہتا ہے جہاں لوگ حب چاہیں نقل نماز پڑھ سکتے ہیں (اوقات ممنوعہ کے سوا) اتفاقاً یا غدر اور ہو گئی ہو وہ فرض نماز ادا کرتے ہیں بعض لوگ کرتے سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ بعض ذکر و وظیفہ میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ بعض حلقات کی صورت میں بیٹھکر ذکر و فکر کرتے ہیں اور ترکیہ نفس کے شرعی وسائل و مسئلتوں درائع استعمال کرتے ہیں۔ وسطیٰ حصہ مسجد نمازوں کے بعد مدرسہ بن جاتا ہے جہاں قرآن مجید و تفسیر کے درس ہوتے ہیں۔ محمدہ سے عدہ معتبر اور مستند تفاسیر و تراجم

پر بیدروں مشتمل ہوئے ہیں۔ نخاٹ غرب اور سند احادیث کے ساتھ تفسیر و ترجمہ سنائے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۱۵ یہ حجرے جو تعداد میں پندرہ ہیں مسجد کی تینوں سمات واقع ہیں یعنی شمال و مشرق و جنوب درس و تدریس ہی کے لئے مختص ہیں۔ ہر حجرہ کافی وسعت رکھتا ہے۔ گویا کسی ہتھیں عالی شان ہائی اسکول کا کلاس روم ہے۔ ابتدائی دور سے انتہائی دور تک مختلف علوم و فنون سکھائے جاتے ہیں۔ نصاب تعلیم کو گھٹا کر ضروری موضوعات پر مختص کر دیا ہے مثلاً حساب، علم ہدایت، سائل، کامس، انجینئرنگ، جغرافیہ، تاریخ کے ضروری اسیاق، زبانداری، انشا پردازی، خطوط فونیکی، محضہ نویسی، طبیعتیہ و فن جراثی ان تمام اسیاق کا باقاعدہ تنظام ہے، ایک محلے کی مسجد میں غیر ملکی زبانوں مثلاً انگریزی، فرانسیسی، قارسی، جرمی، لاطینی کے سکھانے کا اہتمام ہے۔ اس کا ناظم سے ہماری مسجد میں ہی مدارس کا کام دریتی ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ مغربی دروازے سے متصل آگے کی طرف لمبے لمبے حجرے پلے جا رہے ہیں جو باقاعدہ شفاخانہ ہے۔ بیماروں کی دہان پر تیکار داری، زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیگر علاج معالجہ کیا جاتا ہے باہر راستے پر دو اخانہ واقع ہے۔ بہت سے ہمارے طلباء طب یونیورسٹی آلات جراثی استعمال کرتا سیکھتے ہیں اور عمل جراثی وغیرہ میں مشتاق ہو کر خدمتِ خلق کے میدان میں اُتر آتے ہیں۔ بعض مستورات بھی

شرعی پروے کے انتظام کے ساتھ اس عمل خیر میں مردوں کا ہاتھ بٹانی
 ہیں۔ بعض مرافقوں کو کھلی ہوا میں بنی ہوئی عمارت دارِ صحبت میں
 لیجاتے ہیں جو ایک نہایت صحبت بخش اور جانفرزا مقام ہے۔ بعض کو
 اس پر فضاد مسیح صحن میں شامیاز تان کر لٹا دیتے ہیں تاکہ سردی اور
 دھوپ کے منظر اثرات سے محفوظ رہیں۔ مسجد ہمارے نزدیک ایک
 عظیم الشان ادارہ ہے جو مسلمانوں کی ہر روحانی و حسماں جائز خود رتوں
 کا فیصلہ ہے۔ یہ حجرے جو مدرسہ اور دارالعلوم کے کام آتے ہیں وہاں پر
 طلباء و اساتذہ سنت و نقل نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ اور جمیع کے موقع پر
 جب کہ دور دراز کے لوگ چلے آتے ہیں تو ان حجروں میں نماز کی صفائی بھی
 قائم کی جاتی ہیں۔ صحن میں وقتاً فوقتاً عام و عظیم کا انتظام کیا جاتا ہے
 سیاسی و عسکری رہنماء اور علماء قرآن و سنت اخطبے دیا کرتے ہیں۔ اور سیرت
 نبوی علی صاحبها الصلوة والسلام کی مجالس حسنة منعقد ہوتی ہیں
 بعض مجالس میں حافظین کی تعداد حجروں تک کو بھر دیتی ہے۔ غرض کہ یہ
 حجرے پاک کلاس روم ان مدرسوں یا اسکولوں میں اسکولوں کی طرح یا
 کالجوں کی طرح جو مسجد سے الگ تھاگ اور بے نیاز واقع ہوتے ہیں جنکا
 یہ حال ہے کہ جب مسجد میں فرض نماز کی جماعت کی تیاری ہوتی ہے اُس
 وقت بھی مدرسے والے اور اسکولوں کے اساتذہ اور طلباء اپنے لمحے
 پڑھنے میں مصروف رہتے ہیں یا مستقیم سے ذیر کر کے آتے ہیں یا اور کسی

کام میں یا کپ ہاتکے میں لگے رہتے ہیں اور فوراً مستعدی سے جا کر مسجد میں شامل جماعت ہونے سے جو چڑھاتے ہیں۔ بسا اوقات شاگردی سے استاد بھی جماعت بنانکر یا شاگرد فرد اُمداد سے ہی میں نماز خالیتے ہیں اور صلوٰۃ المسجد اور جماعت کثیرہ کا ثواب کھو دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُنکے دل زندگ آسود ہو جاتے ہیں کہ صحیح کو وقت پر پیدا نہیں ہو سکتے۔ عصر و مغرب کی نماز کام کاج یا سیر سپاٹے میں گراں گذرتی ہے۔ غرضیکہ اُنکی نمازوں وقت سے بے وقت ہونے لگتی ہے حتیٰ کہ نمازوں کی عادت ہی چھوٹ جاتی ہے۔ فَامْتَغْفِرَ اللَّهُ وَإِنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

ہمارے یہاں یہ بات ہی قطعاً مفقود ہے یہاں کوئی شخص نماز میں سستی نہیں کرتا۔ پانچوں وقت کی نماز بہت عمدہ وقت پر مستعدی کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ ہر فرقہ کے مسلمان اس مسجد میں بے تکلف نماز کیلئے آتے ہیں اور اپنے اپنے طریق فروعی پر عبادت الہی بحالاتے ہیں۔ اور کوئی کسی پر محض نہیں ہوتا۔ البتہ ہرگز اس امر کی اجازت نہیں کی جاتی کہ کوئی فرد بھی تہاں نماز پڑھ لے جب کہ اقامت جماعت کی جا چکی ہو بلکہ نظام جماعت و تنظیم اسلامی کے ماتحت اُسے شامل جماعت ہونا ہی پڑیگا تاکہ ڈسپلین میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔

اس تقریر و تفهمیم کے بعد امام صاحب عالی صفات نے فرمایا کہ اب ہم مسجد کے دوسرے مرزلے پر چلیں۔ مسجد کا یہ ایک چھوٹا سا دوسرا منزلہ تھا جس پر دارالتحقیق کا پورڈ لگتا ہوا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ

جمد کے باعث آج بھاول پر تعطیل دی گئی ہے ورنہ روزانہ ظہر سے قبل
و ظہر کے بعد اور عصیت اوقات کوئی خاص اور دیپشیں ہوتے نہیں فجر یا
صلوٰۃ العشا کے بعد بھی بھاول پر مختلف فرقوں کے چیدہ چیدہ علماء
واحباب جمل و عقد جمع ہوتے ہیں۔ ٹرمی، ہبی کاوش و اہتمام کے ساتھ اور
ساتھ ہی تعصیب کو پرے رکھ کر انتہائی دیانتداری کے ساتھ مسائل شرعی
کے مختلف احکامات کی چھان بن کی جاتی ہے۔ علماء حنفیہ کی تمام
معنیب کتاب میں مثلاً محدث امام محمد کتاب الخراج ابو یوسف ہرایہ شرح قایم
فتاویٰ عالمگیری اسی طرح محدثین کرام کی تمام معنیب اسانید و سنن و
کتب احادیث مثلاً صحیح البخاری صحیح المسلم تقبیہ سنن ارجعہ مند امام احمد
بن حنبل کتب طبرانی و بیهقی و دارقطنی موضوعات این الجوزی اور اصحاب الرحمان
کی کتابیں۔ فقہاء شوافع و مالکیہ و حنابلہ کی تصانیف و تالیفات اور
دیگر مقدمہ علماء ہندوستان و مصر و چجاز و نجد و بیرون حاجات کے قیادی
معنیب کتب انہا سیر مثلاً تفسیر ابن کثیر تفسیر کبیر للقرآنی جلال الدین احادیث
ضبوئیہ۔ شروع مثلاً فتح الباری، شرح مسلم، ملا علی قاری کی شرح وغیرہ
کتابوں کا عظیم الشان ذخیرہ اس لاپریہ کی میں موجود ہے۔ مختلف بخاری
مسند یا فتویٰ علماء جمع ہوتے ہیں۔ احکام دینی و دینی کو منہاج شریعت
پر پڑھتے ہیں اور استنباط مسائل میں منہج کس ہو جاتے ہیں۔ تحقیق کی روشنی
میں مختلف صاحبین کی پیروی کرتے ہیں۔ حنفی، اہل حدیث، شافعی،
مالكی و حنبلی علماء کی یہ ایک بخشیدہ عصیار سوسائٹی ہے۔ شیخوں کے

مسند فرقہ کے نمائندے بھی یہاں آ جایا کرتے ہیں۔ اُن کے لئے کتب
 فرقہ الشیعہ کی بھی ایک زبردست المداری موجود ہے جسکے حوالے دیکھئے
 جاتے ہیں۔ متكلّمین معتبر لرد ھوفویل کی کتابیں بھی ہمارے پاس موجود ہیں
 محققین سنت مثلًا امام ابن تیمیہ حافظ ابن قیمؓ کی تصانیف بھی حاضر
 ہیں جنہیں سے عقائد و مسائل کی تحقیق و تدقیق کی جاتی ہے۔ اور ان تمام
 کتابوں پر قرآن مجید ہی کو حکم اور معیار بتایا جاتا ہے۔ بیکیوں خیالات
 و مذاہب کی جا بچ پڑتال ہوتی ہے اور ہر جمیع کی کسی آخری تابعیت میں
 ایک مجلس خاص منعقد ہوتی ہے جسیں مختلف الخیال علماء و طلباء، کا اجتماع
 ہوتا ہے۔ جمیع بھر کی چھان بین کا خلاصہ رپورٹ کی صورت میں اُن کے
 سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ علماء ایک دوسرے کا نقطہ نظر سمجھنے لگتے ہیں
 ایک دوسرے کے اعمال و عقائد کے رموز و عوامض جانتے لگتے ہیں۔
 باریکیوں کی تھیں تک نظر پہنچنے لگتی ہے۔ آپس کی میافرست ناالتفاقی رو
 ہو جاتی ہے اور بڑی حد تک خلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔
 کسی فروعی مسئلے پر لوگ مسند الخیال ہو جاتے ہیں۔ اس طریق پر کام
 کرنے سے ہم میں ناجا قیاں نہیں ہونے پا تیں اور ایک فرقہ دوسرے
 کی دلائری نہیں کرتا اور آپس میں اتحاد و اتفاق قائم ہو جاتا ہے۔
 امام صاحب کی ہمراہی میں تو اپنی قسمت پر نازل نہ تھا۔
 اور خدا نے پاک کا ہزار ہزار شکرا دا کر رہا تھا کہ مجھے اُنکے ساتھ ایسی اچھی
 سیر و معاشرہ کا موقع ٹلا اور اتنی عمدہ و منضید یا تین معلوم ہوئیں

دارالتحقیق کو دیکھنے کے بعد امام صاحب کے ساتھ میں زینے سے اُتر آیا
 اور صحابہ میں ہم آگئے۔ امام صاحب کہنے لگے اللہ کے فضل سے ہماری مسجد
 نمازوں سے پانچوں وقت آباد و تھور رہتی ہیں۔ گردوپیش کا ہر مسلمان فرد
 اپنے اپنے محلے کی یا قریب کی مسجد میں صبح جاتا ہے اور ہر نماز کو باجماعت
 ادا کرتا ہے۔ ہمارے یہاں یہ گفت نہیں بنتی کہ صبح کی نماز فرض میں تو لوگوں
 کی حاضری خال خال ہوا در تزاویح کی نفل نمازوں میں مسجد بیں صحابہ میں
 بھر جائیں یا اور جلسوں میں تل دھرنے کو جگہ نہ ملے۔ بلکہ ہمارے یہاں
 پوری تعداد جو ظہر دعصر مغرب و عشا میں ہوتی ہے ویسی ہی حاضری نماز فجر میں
 بھی ہوتی ہے یہاں پر لوگ صبح صادرق ہوتے ہی یا ہونے سے قبل ہی بیدار
 ہو جاتے ہیں اُن کی کوئی نازبے وقت نہیں ہوا کرتی ان قرآن الفجر کان
 مشہود اکی عملی تصویر نظر آتی ہے۔ نماز تزاویح کی ہماری مسجد میں و جانتیں
 ہوا کرتی ہیں۔ ایک اول شب نماز عشا کے بعد پندرہ بیس منٹ کے وقفے
 سے اور دوسری آخر شب سحری کھانے سے قبل گیارہ رکعتیں مع الوتر
 صحیح البخاری کی روایت کے مطابق۔ اول شب میں چونکہ ہم لوگ
 آثار الصحاہ آثار تابعین اجماع سلف اور دیگر روایات اُنہے کو پیش نظر
 رکھتے ہیں لہذا میں رکعت تزاویح کے قابل ہیں اور بیس ہی رکعت اور
 تین رکعت و تر یا چھانگت ادا کرتے ہیں۔ ہر چار رکعتوں کے بعد تھوڑی ویر
 پیٹھ کر ذکر و سپیح کرتے ہیں۔ ہمارے حافظ صاحب ترتیل و تلاوت کو پوری
 طرح محفوظ رکھتے ہوئے قرآن مجید سناتے ہیں اور تعديل اركان کے ساتھ

ہر کعبت کو ختم کرتے ہیں۔ مگر یہ مار مار کر جوں توں تیڈیں رکھتوں کو نہیں
منٹ میں پوری نہیں کر دیتے جبھی تو ہمیں قیام اللیل کا لطف حاصل
ہوتا ہے۔ اور صن قاہر رمضان ایماناً و احتسماً با غفرله ما تقدماً
ہون ذنبہ کا فرشہ جانفرزا بگوش ہوش سُن سکتے ہیں۔ بعض افراد جو
چار آٹھ یا بارہ رکھتوں کے بعد نکل جاتے ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں
کیا جاتا۔ انھیں یہ آزادی حاصل ہے بلکہ ہماری صحیح و تکمیر کے دوران
میں انھیں مسجد سے نکلنے کا وقت مل جاتا ہے کیونکہ نفل نماز آخر نفل نماز
ہے وہ فرض کے رتبہ فرضیت کو نہیں پاسکتی۔

ایک محلے میں ایک اہل حدیث مسلم کے امام پانچوں وقت کا
پڑھاتے ہیں۔ اور ہر قسم کے خیال والے لوگ بے تکلف ان کے پیچھے نماز
ادا کرتے ہیں مگر ہر جمعہ میں برابر اور اماموں کی طرح یہاں ہماری مسجد میں
آکر شرکیں خطبہ و نماز ہوتے ہیں۔ ایک آدھ بار انھوں نے ہماری اسی
مسجد میں صحیح کی نماز پڑھائی تو غلس میں شروع کی اور اسفار میں سلام پھر ا
عجب لطف آگیا۔ ان کے ساتھ دار التحقیق میں بحث کرنے کے بعد ہم نے
ہماری مسجد میں صحیح کی نماز کا وقت پندرہ منٹ سوپرے کر دیا ہے۔ یعنی
آخر غلس اور اول اسفار میں نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے حنفی مشرب میں اس
امر کی اجازت تا تمہ موجود ہے۔ اور شافعی سے رحمائیت یہ تھے کام سلسلہ بھی
ملتا ہے۔ اب انکی جماعت جو بالکل غلس میں ہوتی ہے اس کے اور ہماری
اقامت صلوٰۃ کے درمیان صرف پندرہ بیس منٹ کا فرق رہ گیا ہے۔

اسی طرح ہم نے عصر کی نماز بھی پندرہ منٹ جلدی کر دی ہے۔ ان کے جو ہم مشرب حضرات ہمارے قرب و جوار میں رہتے ہیں برابر ہمارے ہی وقت پر فجر و عصر کی نماز میں ادا کرتے ہیں اور رفع الیمن، آئین باجہر فرماتے ہیں اور کوئی جھکڑا نہیں ہونے لگتا۔

اس صورت میں تھسب پرستے اور فجر و عصر کی نماز بہت دیر کر کے پڑھنے کا اعتراض بھی ہم سے دور ہو جاتا ہے۔ شوافع وغیرہ ہم کی راست بھی محفوظ رہتی ہے۔ اسی طرح یہاں کے دو ایک امام شافعی بھی ہمارے ہی مقرر کردہ وقت پر فجر و عصر ادا کرتے ہیں لیکن ان کے اعتبار سے قدر سے پتا خیر۔ اسی طرح اہل حدیث مسلم کے امام صاحب اور ان کے مقتدیوں نے بھی بہت سی ان مفروضہ زبردستیوں کو ترک کر دیا ہے جو عموماً فرقہ پرست اہل حدیث غیر مقلد حضرات کا طرہ اختیاز بنگئی ہیں مثلاً پیروں اور شخصوں کو آپھیں چیپکا دیتے پر احرار رفع الیمن وغیرہ پر تشدید خواہ مخواہ یا معمولی حرج مرج میں یا سفر میں اٹھتے یا ٹھیک نمازوں کا اٹھنا کر لینا، خون وغیرہ نواقف وضو کے پارے میں حد سے گزرنا اور حنفیوں پر لے دیتے کرنا اتہیا رائٹر اصحاب کیا رشیداء و صالحین آل عباد اہل بیت اور ائمہ مجتہدین کے نام بیجے ادبی سے لینا۔ ان تمام امور محدث کو انھوں نے ترک کر دیا ہے۔ ان تمام اماموں کا منتظم گردہ التحقیق کا رکن ہے اور یہ سب ہر صفتے ہماری جامع مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

بالاخانہ کی سیر کرنے کے بعد امام صاحب نے فرمایا "آئیے اب
 آپ کو میں تھانہ کی سیر کراؤ۔ آپ نے متمن حمال میں سیف پاٹ
 والٹ دیکھے ہونگے۔ یہاں پر اسلامی بیتک ہے جہاں سود لیا دیا نہیں
 جاتا بلکہ باقاعدہ تجارت کر کے نفع و نقصان بقدر حصہ تقسیم کیا جاتا ہے
 باقی سیف والٹ بنے ہوئے ہیں جہاں مسلمانوں کا روپیہ محفوظ رہتا ہے،
 یہ تھانہ خالص اسلامی بیت المال یا قومی خزانہ بھی ہے۔ ہم سیر ہمی کے
 ذریعے نیچے اُتز آتے، تھانے کے دروازے پر ہیچے اور سادہ لکڑی
 کا دروازہ کھول کر اندر گئے تو سامنے لوہے کا مضبوط کٹہرا تھا جہاں پر
 بنک Bank کی طرح لین دین کا انتظام تھا۔ اس پائیدار مقفل دروازے
 کے ساتھ الکٹرک کامشین لگا ہوا تھا جس سے دروازہ کھلتا اور بند ہوتا
 تھا۔ اسی طرح ہوا کوسرد یا گرم رکھنے کے لئے آلہ لگا ہوا تھا جس کا نام
 AIR-conditioning apparatus
 اسی طرح دوسری جگہ اور مسجد کے بالائی حصوں میں بھی برتنی روشنی کا ایسا عمدہ
 انتظام تھا کہ دیوار کے ساتھ ہی ساتھ اسی زنگ کے لمبی پیٹنے ہوئے
 تھے جو دو جان و یک قلب ہو گئے تھے۔ امام صاحب نے مجھے بتایا کہ
 تمام مسجد میں روشنی کا ایسا ہی انتظام ہے مگر ضرورت سے زیادہ روشنی
 کا نہ انتظام ہی کیا گیا ہے نہ کسی بھی موقع پر کی جاتی ہے کیونکہ ضرورت سے
 زیادہ روشنی کرنا اسرا ف میں داخل ہے اور مسافر شیطان کے بھائی ہیں
 امام صاحب نے جب فرمایا کہ ہمارے ہمیں آلہ مکبر القصوت
 Louds speakers

بھی لگا ہوا ہے تو مجھے حیرت ہوئی اس لئے کہ اس چیز کو میں نے مسجد میں کہیں نہیں دیکھا تھا۔ امام صاحب نے میری حیرت و استغجب کو تاریک فرمایا کہ ہمارے یہاں لاڈ اسپیکر کا ایسا عمدہ اور مکمل بندولیست ہے کہ Microphone باکل محراب کی دیوار کے اندر رکھا ہوا ہے۔ اس ہیئت پر کہ آلہ یا ہر نکل سکے اور امام صاحب کی قراءات کو جذب کر کے جوں کا توں فوراً برابر گونج گانج پیدا کئے بغیر آواز کی لمروں کو خناب آواز میں بلند کر کے اُن لاڈ اسپیکروں تک پہنچا کر ان سے آواز کو خارج کر کے جو نہایت حساب اور قریئے سے مسجد کے مختلف ستونوں اور دیواروں میں لگے ہوئے ہیں۔ اُن کا رنگ اور ہیئت دیوار سے اس قدر مشتاپہ بنائی گئی ہے کہ مسجد میں لاڈ اسپیکر میں بھی یا نہیں یہ معلوم نہیں ہوتا آواز کی لمروں نہایت فطرتی طور پر بلند کی جاتی ہیں اور آئے اس قدر اچھی ساخت کے ہیں *Perfectly tuned UP* کے دور چھرے یا صحن میں سنبھالا یہی محسوس کرتا ہے کہ وہ تیسری چھٹھی صفح نماز میں شامل ہے اور امام کی قدرتی آواز کے حدود سے کلام قدیم کی تلاوت کو سُن رہا ہے۔

امام صاحب بولے کہ بیت المال کی تفصیلات انشاء اللہ پھر کسی طلاقات کے دوران میں سناؤں گا۔ سر درست انسان جان لیجئے کہ ہمارے یہاں کی ہر مسجد بیت المال کی ایک شاخ ہے جو اس مرکزی بیت المال کے ساتھ ملحق ہے۔ عالمدار اور مبلغین کے ماہوار و ظائن طلباء علم کے وظیفے

فقر اور مساکین کی امداد اور اُن کو علم و ہنر سکھا کر بر سر روزگار لگانے کے
 اخراجات، ورزش گاہوں کے اخراجات، عسکری نظام، تبلیغ و تنظیم کی
 دوسری ضرورتیں، عاملین و معلمین و معلمات کی نیخواہیں، حفاظان صحت کی
 تدبیر و ضروریات، غریب، بیمار، اپا ہجول کی تیارداری داماد۔ شتمی د
 مسافرین کی نگہداشت، تالیف قلوب کے وسائل و ذرائع اور دیگر
 اخراجات اس بیت المال سے بین حسن و خوبی انجام پاتے ہیں کہ کسی کو
 کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے اور بھیک مانگنے کی نوبت نہیں آتی۔ زینے
 سے اوپر آنے پر میں نے خصیت ہوتے ہونے امام صاحب کی ذرا نواز
 کا شکریہ ادا کیا اور مسجد کے اس مکمل حسن انتظام پر دلی مسٹر کا انعام کیا۔
 واقعی اس مسجد سے میں نہایت ہی متاثر ہوا جو بیک وقت مسجد
 بھی ہے۔ درسہ بھی ہے روحانی علوم کی جانے پناہ بھی ہے، بیتِ الیام
 بھی ہے، سیاسی مرکز بھی ہے شفاخانہ بھی ہے، صحت گاہ بھی ہے، عدالت گاہ
 بھی ہے، علماء کی درسگاہ بھی ہے، صوفیوں کی خانقاہ بھی ہے،
 دارالعروس والفصیافہ بھی ہے۔ مسجد کے شمالی حصے سے متصل ایک عمارت
 کھڑی ہے جس کا ایک دروازہ جگرے میں اور دوسرا یا ہر سڑک پر
 کھلتا ہے تو وہ چہری بھی ہے اور جماعت کشیرہ حاضر ہو جائے تو مسجد
 بھی ہے۔ سماج کے جھگڑے مسجد کے صحن ہی میں امام صاحب ہکاتے ہیں
 یہی نہیں بلکہ عیدین کے موقع پر اور دوسرے آیام میں تاریخ کا تعین
 کئے بغیر خالص جنگی تماشے ورزشی اکھارے اور عسکری تنظیم کی نمائش بھی

صحمن مسجد ہی میں کی جاتی ہے۔ نازکا وقت ہونے سے پندرہ مسٹر قبیل
 ہر تکارشہ یا جلسہ ختم یا علسوی کرو یا جاتا ہے اور حاضرین بزم نماز کے لئے
 تیار ہو جلتے ہیں۔ ان کے سیاسی جلسوں کا بھی سہی رنگ ہے،
 جہاں اسلامی سیاست ملحوظ رسمی جاتی ہے اور یہ سہر و پاہوائی قلعوں
 کی تعمیر نہیں ہوتی۔ امام صاحب نے رحمت ہونے سے قبل مجھے اپنے
 ساتھ لے جا کر کھانا کھلانا چاہا مگر میں نے محترم چاہی تو دوسرے
 روز مجھے اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی اور اپنی دکان کا پتہ دیا۔
 ان کی پڑھوں دعوت مجھے قبول کرنی ہی پڑی۔ دورانِ گفتگو میں
 امام صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ خود اور دیگر ائمہ مساجد خود کھاتے
 اور کھاتے ہیں اور امامت کا کوئی محاوضہ نہیں یعنی۔ خود امام صنا
 امام الہام شیخ الاسلام ابو حفیظ نعیمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ
 کی طرح کپڑوں کے تاجر ہیں۔ ہر قسم کے سوتی اونی کپڑوں کے علاوہ
 زربفت، سنجاب، دیباچ و حریر، پرنسیان و اطلس کے تھان تھوک بند
 خرید و فروخت کرتے ہیں۔ تھا بہت اپنے پہانچے پر ان کی تحریت
 قائم ہے۔ اس کے علاوہ سوتی کپڑے ہٹنے کا آن کا اپنا ایک
 کارخانہ بھی ہے۔ ان مشاغل کے باوجود خلیب صاحب فرانسیں
 امامت و خطاہ میں بھی بخوبی انجام دیتے ہیں۔ غرضیکہ امام صاحب
 کی ملاقات اور اس مسجد کے معنی یعنی سے میں کیف و سرور کی ایک
 دسیاں میں لئے ہوئے دامیں لوٹا اور اپنی اقامت کا ہ پر آگر

دُور کعت نماز سنت جمعہ ادا کی، قدرے دو وھ پیا اور قبیلوں
کرنے کے لئے لیٹ رہا ہے

سیدنا الحسن عسکری

جامع شاہی نگر پر عمل اور صحاب فکر و نظری کی آراء

جناب شاہ معین الدین احمد مددی دارالمحضفین اعظم گڑھ
 ”مضمون میں مساجد کے ذریعہ مسلمانوں کی دینی تربیت اور دنیاوی فلاح و رقیٰ
 کا جو نقشہ پیش کیا ہے وہ بہت مفید ہے۔“

جناب اکٹھ قاضی عبد الحمید صدرا ایم اے پی ایچ ڈی سائنسیل کارڈ مسلم لیک
 ”اسلام دوبارہ زندہ صرف مسجد کی مرکز تیت کو بحال رکھنے ہے ہو سکتا ہے۔ مجھے
 خوشی ہے کہ میرے دوست محترم عبد الرزاق سعید صاحب نے اپنے مضمون میں
 میں اسی تصور کو آسان زبان میں پیش کیا ہے۔ اس مضمون میں بتایا گیا ہے کہ مسجد
 کو بیک وقت مسجد، مدرسہ، روحانی علوم کا مرکز، ”بیت المال“، سیاسی مرکز
 شفافخانہ، محنت گاہ، عدالت گاہ اور خاتائقہ ہوتا چاہئے۔ میں سفارش کرتا ہوں
 کہ ہر مسلمان اس مضمون کو ضرور پڑھے۔“

مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی بھی اے مدیر صدق دریا باد
 ”رسالہ مرسلا کے بیشتر حصہ پر سرسری نظر کر گیا، دل خوش ہوا کوئی بات
 قابل ترمیم نظر نہ آئی۔“

شاہر حیات حضرت ماهر القادری صاحب
علامہ اقبال مرحوم کی قبر پر حجت الہی کا مینھ برتار ہے، ہماری ندہب سے بیگانگی کا
کتنا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔

”مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے“

اور گنتی کے جو نمازی دکھانی دیتے ہیں وہ صاحب اوصاف مجازی ہیں، اسی
جماعہ کے دن مسجدوں میں تھوڑی بہت رونق ہو جاتی ہے تو اسکا یہ حال ہے۔
صفیں کج دل پر شیاش بحمدہ بے ذوق، کہ جذب اندروں باقی نہیں ہے
مسجد کی ویرانی سے زیادہ رونما تو اسی جذب اندروں کی تباہی کا ہے اسی
جذب اندروں اور سوز نہایاں کی بدولت عرب کے چرواحوں نے قیصر و کسری کے
تخت اُلٹ دیئے اور حجاز کے بادیں شیخوں نے دراں و نیواں کے شکوہ کو چل ڈالا
دوسرے صوبوں کے حالات سے تو میں زیادہ واقف نہیں ہوں مگر ہمارے
صوبہ پیپی میں انہوں اپا، ہجوں ناکاروں اور جاہلوں کو مسجدوں کی امامت اور
اذان دینے کی خدمت پر مامور کیا جاتا ہے۔ کسی شخص کو بے وقوف اور نکھلا
کہنا ہوتا ہے تو اس پر طنز کرتے ہیں
یہ تو مسجد کا ملا ہے

وہ تعلقات جہاں مسلمان خوش حال ہیں وہاں کی مسجدوں میں منگب عمر
کے چکتے فرش بھلی کے قسمتے ایرانی قالیں اور دیدہ زیب جھاڑ فانوس نظر آتے ہیں
مگر اس ظاہر کا باطن۔ آد
مسجد نبوی او آگے کے اندر ہیرے میں ٹھوکریں لکھانے والوں کا تجھے تو عمر کر دیکھو

پچھے نظر آیا تھیں۔ بھیرت کی نگاہ میں اگر روشی نہیں اور حافظہ مکروہ ہو گیا ہے تو مارچ کے صفحات کو پڑھو: مسجد نبوی میں کیا ہوا ہے۔ بادشاہوں کے سفر اور ونود باریا بھی ہو رہے ہیں۔ بادشاہوں کے نام دربار رسالت سے فراہم چارہ ہو رہے ہیں۔ غازیوں کے زخم کی عرائم ٹھی ہو رہی ہے۔ مال خلیمت بادشاہ رہے۔ فرقان الہی کی تفسیر ہو رہی ہے۔ فاروق اور بلال اور ابوہریرہ رضویہ زالۃ نبی ہونے ایک ہی حلقة میں پڑھے ہوئے ہیں۔

اور تم نے مسجدوں کو صرف چند چند دن کا اڈا بنا رکھا ہے، تم مسجد میں احمدیہ کی طرح آتے ہو ایک نازی دوسرے نازی سے نادافعت۔ تم سے زیادہ تو کارخانوں کے عز و دور ایک دوسرے کے حالات بانخبر رہتے ہیں۔ آہ تم ان ریاضی کو نسل ہالوں سے کام لینا بھول گئے۔ تم نے مساجد کی عرکہ بیت کو پارہ چارہ کر دیا؛ نازر کی نفس کی دعوت دیتی ہے تو مساجد عبادت خانے بھی اور سلطنت گاہیں بھی۔

مقامِ صریح ہے کہ جناب عبدالرزاق صاحب تسبید نے اس موضوع پر اظہارِ چیال فرمایا ہے۔

کیا عجیب ہے کہ یہ کتاب کچھ مسلمانوں کے عالمِ جمود میں کوئی متحرک حرکت پیدا کر دے اور مسلمان اپنے بھروسے ہوئے بیوی کو نہ صرف یاد کر سکیں بلکہ وہ اسکیں۔

بسطغ اسلام شاہ عبدالعزیز صاحب صدقی میرٹھی بنی اے
جناب عبدالرزاق بن عمر تسبید صاحب نے ایک مقصود جسکو میں ایک مرچ کی

خیالی تصویر کا عنوان دینا موزوں سمجھتا ہوں مجھے دکھایا۔ بخایت سجلت اگرچہ تہایت سرسری طور پر میں نے پڑھا لیکن موصوف کا نقطہ رنظر واضح ہو گیا۔ اگرچہ اس مفروضہ تصویر کے بعض پہلو ایسے ہیں جن سے مجھے اختلاف ہے اور امید ہے کہ اگر موصوف سے باطنیان کبھی باتیں کرنے موقع ملا تو وہ اختلاف رفع ہو جائے تاہم بعض پہلو میرے تزدیک اس تعدد لفڑیں اور دلکش ہیں کہ میں دعا کرتا ہوں کاش آپ کا یہ تختیل عملی جامہ پہن سکے۔

مولانا محمد عطاء اللہ القاضی مالک حجازی پرنسپ پر میں

میرے عزیز بھائی فاضل عبد الرزاق بن عمر سعید صاحب نے موجودہ مانوں کی ذہنیت اور انکی مساجد کی اصلاح کے ماتحت جو مختصر اور منفی خیالات قلمبند کئے ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ اور خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگی مبارکہ کو سلنے رکھ کر انہوں نے مساجد ہی میں مسلم کے ہر شعبہ حیات کے لئے بہترین راہ عمل نکالی ہے اور اسی کی چار دیواری سے انسانوں کی ذہنیت کو بد کر اس کو روشنی میں لا کر کھڑا کر دیا۔ اور بتا دیا کہ انسان کا کیا وظیفہ اور فرض ہے۔ البتہ موصوف نے نہایت آنکہ مکبر القبور کے استعمال کے جواز کو جیطھ دکھایا ہے اس سے مجھے اتفاق ہی میرے خیال میں موصوف فاضل کا یہ مختصر اصلاحی رسالہ میں بعض الوجوه مسلم کی ذہنیت بدلتا لئے کے لئے ضرور منفی ہو گا۔ اللہ جل شانہ انکو اخلاصِ حدائقت کی اس خدمت پر جزاً خیر دے اور سب کو توفیق سعید عطا کرے۔ آمین۔

داعیان خیر
 مجلس اخوان مرکز خدمت
 بینی پوست مـ ۲۰ شریف یوجی اشتریٹ
 عبد الرزاق سعید بن عمر
 اسماعیل بن عثمان اخلاص بی، آنے آنر
 محمد یوسف بن حاجی عمر پیش

مرکز خدمت بہبُدی

۸

ائندہ علمی و ادبی گجراتی شاہکار
જગત ساتھیا نو نرواد نیواری
پڑھ

یعنی

محقق امتحن مفکر قوم سید ابوالاعلیٰ مودودی ہد ظلہ
کے ایک خاص معرکۂ الرا مقائل کا سلیس گجراتی ترجمہ
جسے ذوجوان ادبیب جذاب اسماء بھل اخلاص بی اے آفرز
نے اپنے دلپسپ انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب زیر
اشاعت ہے۔ شائقین کرام انتظار فرمائیں =

ڈاظم مرکز خدمت

نغمہ توحید۔ خاکسار تحریک اور پاکستان صل کیا
کے مصنف کی ائندہ زیر اشاعت کتاب آنکھ غزلوں کا
مجموعہ ہوگی۔ جذبیں اک نئے طرز کا طریق نغزل قدیم
رنگ کی آبیزش کے ساتھ موجود ہے یعنی

”نغموں کی دبیا“

از عبدالعزیز صدید